سوال

صحیح اور ضعیف حدیث میں علماء کے اختلاف میں عام مسلمان کیا کرے ؟

جواب

الحمد للہ

اول :

پہلی بات تو یہ ہے کہ حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے میں اختلاف اور فقہی مسائل میں علماء کے اختلاف میں اہل علم کے ہاں کوئی فرق نہیں؛ اس لیے کہ حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دینا اجتہاد کے تابع ہے ، اور اس سلسلہ میں علم رجال اور طرق حدیث کے متعلق علماء کرام ایک دوسرے سے فرق رکھتے ہیں کسی کے پاس اس کا علم کم ہے اور کسی کے پاس زیادہ ، بعض علماء کسی راوی کے حالات کا علم رکھتے ہیں تو کسی عالم پر اس کے حالات مخفی رہتے ہیں ، اور کوئی دوسرا عالم اس حدیث کے شواہد اور متابعات کا علم رکھتا ہے لیکن کسی دوسرے کے لیے یہ طرق اور متابعات یسر نہیں ہوتے ، تو اس طرح ان کا ایک ہی حدیث پر حکم مختلف ہو جاتا ہے

اور بعض اوقات ہر ایک راوی کے حالات اور حدیث کے طرق سے واقف ہو جاتا ہے ، لیکن راوی کے حالات میں راجح کے متعلق اجتہاد کرتے ہوئے حدیث کو صحیح اور ضعیف میں ترجیح دیتے وقت ان میں اختلاف ہو جاتا ہے ، اور اسی طرح طرق حدیث کا شذوذ اور علت سے خالی ہونے میں ترجیح کے اعتبار سے بھی اختلاف ہو جاتا ہے

امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

اہل علم میں سے آئمہ رجال کا رجال کے ضعف میں اختلاف ہے جس طرح ان کا باقی علم میں اختلاف ہے "

دیکھیں : سنن ترمذی (756/5) ترمذی کے آخر میں علل ترمذی میں یہ کلام درج ہے

اور علماء کرام کے اختلاف کے اسباب بیان کرتے ہوئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"تیسرا سبب :

اجتہاد کے ساتھ کسی حدیث کے ضعیف ہونے کا اعتقاد رکھنا جس میں ہو سکتا ہے دوسرے کی مخالفت ہو، قطع نظر دوسرے طریق کے ، چاہے وہ صحیح ہو یا کوئی دوسرا عالم دین ، یا جو یہ کہتا ہے کہ ہر مجتہد صحیح اجتہاد کرتا ہے تو اس طرح دونوں ہی صحیح ہوں؛ اور یہ کئی ایک اسباب کی بنا پر ہو سکتا ہے جس میں سے ایک سبب یہ بھی ہے :

حدیث بیان کرنے والا یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ ان میں سے ایک ضعیف ہے؛ اور دوسرا اسے ثقہ سمجھتا ہو، علم رجال کی معرفت ایک وسیع علم ہے؛ پھر بعض اوقات جرح کے اسباب پر مطلع ہونے کی بنا پر اسے ضعیف کہنے والا بعض اوقات درست ہو سکتا ہے ، اور بعض اوقات غیر جارح سبب کا علم ہونے کی بنا پر کوئی دوسرا بھی صحیح ہو سکتا ہے؛ یا تو اس لیے کہ اس کی جنس غیر جارح ہے ، یا پھر اس لیے کہ اس میں کوئی ایسا عذر ہے جو جرح میں مانع ہو

یہ موضوع بہت وسیع ہے ، علم رجال کے علماء اور رجال کے احوال اجماع میں سے ہے ، اور اس میں اختلاف بالکل اسی طرح ہے جس طرح باقی علوم میں اہل علم کا اختلاف ہے

اوراس میں سبب یہ بھی ہے : یہ اعتقاد ہوکہ حدیث بیان کرنے والے نے اس سے حدیث سنی ہی نہیں جس سے وہ بیان کر رہا ہے، لیکن اس کے علاوہ دوسرے کا اعتقاد ہو کہ اس نے واجب کرنے والے معروف اسباب کی بنا پر وہ حدیث سنی ہے

اور یہ سبب بھی ہے : محدث یعنی حدیث بیان کرنے والے کے دو حال ہوں، ایک تو استقامت والا حال، اور دوسرا اضطراب والا حال، مثلا : اسے اختلاط ہو گیا ہو یا پھر اس کی کتب جل گئی ہوں، اس طرح اس نے استقامت یعنی صحیح حالت میں جو احادیث بیان کی ہیں وہ صحیح ہیں، اور جو احادیث اس نے اضطراب کی حالت میں بیان کیں وہ ضعیف ہیں؛ چنانچہ ایک کو علم نہیں کہ اس نے جو احادیث بیان کی ہیں وہ کس نوع کی ہیں لیکن دوسرا علم رکھتا ہے کہ اس نے جو احادیث بیان کی ہیں وہ صحیح اور استقامت کی حالت میں بیان کردہ ہیں

اور اسباب میں یہ بھی شامل ہے کہ : حدیث بیان کرنے والا وہ حدیث بھول چکا ہو اور بعد میں اسے یاد نہ آئے، یا پھر وہ اس حدیث سے ہی انکار کر دے کہ اس نے بیان کی تھی اور اعتقاد رکھتا ہو کہ یہ علت ترک حدیث کو واجب کرتی ہے، لیکن دوسرا یہ رائے رکھتا ہو کہ اس سے استدلال کرنا صحیح ہے، یہ مسئلہ معروف ہے اس کے علاوہ بھی کئی ایک اسباب ہیں

دیکھیں : مجموع الفتاوی (20/240-242) مختصر

دوم :

ایک ہی حدیث کو صحیح اور ضعیف قرار دینے میں اہل علم کے اختلاف میں مسلمان کا موقف کیا ہونا چاہیے اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ : اس میں وہی موقف ہے گا جو بذاتہ فقہی اختلاف کے وقت ہوتا ہے، اگر تو وہ ان کے اقوال کے درمیان ترجیح دینے کی اہلیت رکھتا ہو تو دونوں حکموں میں سے جو صحیح دیکھتا ہو اسے راجح قرار دے، اور اگر وہ اہلیت نہیں رکھتا تو اسے تقلید واجب ہوگی

اسے چاہیے کہ وہ اس کی ترجیح کو لے جسے وہ زیادہ دین والا اور اس سلسلہ میں زیادہ علم والا دیکھتا ہو، وہ اس دھوکہ میں نہ رہے کہ وہ اصولی ہے یا فقیہ یا مفسر ہے، بلکہ تصحیح اور تضعیف کے متعلق اس فن میں ماہر علماء کا مقلد بنے اور ان کے فیصلے کو مانے، یعنی فن حدیث کے علماء کے فیصلے پر چلے

اس میں تقلید کرنے میں جو نتائج مرتب ہوں اس میں کوئی حرج نہیں اگر اس کے نزدیک وہ حدیث صحیح ہو اور اس میں وہ تقلید کر رہا ہو اور وہ فقہی حکم ضمن میں لے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے، اور اگر حدیث ضعیف ہو تو اس پر عمل نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

اگر علماء کرام فتوی میں اختلاف کریں، یا جو وہ تقاریر اور دروس سنتا ہے مثلا اس میں اختلاف ہو تو وہ اس کی پیروی کرے جسے وہ اقرب الی الصواب اور زیادہ عالم اور دین میں زیادہ سمجھتا ہو"

دیکھیں : لقاء الباب المفتوح لقاء نمبر (46) سوال نمبر (1136).

واللہ اعلم.